

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيَ الرَّسُولِ تَرَآى أَعْيُنُهُمْ  
تَفْيُضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَمْنَا  
فَأَكْتُبُنَا مَعَ الشَّهِيدِينَ ۝ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا  
مِنَ الْحَقِّ وَنَطَعَ أَنْ يُدْخِلَنَا رَبِّنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّلِيمِينَ ۝  
فَأَئَ بِهِمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَرُ  
خَلِيلِينَ فِيهَا وَذَلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا  
وَكَدْ بُوَا يَا يَتَّبِعُنَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيْمِ ۝ يَا يَتَّبِعُهَا الَّذِينَ أَمْنَوْا  
لَا تُحِرِّمُوا طَبِيبَتِ مَا أَحَلَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا طَرِيقًا إِنَّ اللَّهَ

جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول پر اترتا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ حق شناسی کے اثر سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں۔ وہ بول اٹھتے ہیں کہ ”پروردگار! ہم ایمان لائے، ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔“ اور وہ کہتے ہیں کہ ”آخر کیوں نہ ہم اللہ پر ایمان لائیں اور جو حق ہمارے پاس آیا ہے اسے کیوں نہ مان لیں جب کہ ہم اس بات کی خواہش رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالح لوگوں میں شامل کرے؟“ ان کے اس قول کی وجہ سے اللہ نے ان کو ایسی جنتیں عطا کیں جن کے نیچے نہیں بہتی ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ جزا ہے نیک رو یہ اختیار کرنے والوں کے لیے۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کو ماننے سے انکار کیا اور انھیں جھٹلایا، تو وہ جہنم کے مستحق ہیں ۹۴  
اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، جو پاک چیزیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں انھیں حرام نہ کرو“ [۱۰۳] اور حد

[۱۰۳] اس آیت میں دو باتیں ارشاد ہوئی ہیں۔ ایک یہ کہ خود حلال و حرام کے مختار نہ بن جاؤ۔ حلال وہی ہے جو اللہ نے حلال کیا اور حرام وہی ہے جو اللہ نے حرام کیا۔ اپنے اختیار سے کسی حلال کو حرام کرو گے تو قانون الہی کے بجائے قانون نفس کے پیرو قرار پاؤ گے۔ دوسری بات یہ کہ عیسائی را ہبھوں، ہندو ہبھوں، بودھ ہبھوں کے بھکشوں اور اشرافی متھوفین کی طرح رہبانیت اور قطع لذات کا طریقہ اختیار نہ کرو۔ مذہبی ذہنیت کے نیک مزاج لوگوں میں ہمیشہ سے یہ میلان پایا جاتا رہا ہے کہ نفس و جسم کے حقوق ادا کرنے کو وہ روحانی ترقی میں منع رکھتے ہیں اور یہ مگان کرتے ہیں کہ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالنا، اپنے نفس کو دنیوی لذتوں سے محروم کرنا، اور دنیا کے سامان زیست سے تعلق توڑنا، بجائے خود ایک نیکی ہے اور خدا کا تقرب اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرام میں بھی بعض لوگ ایسے تھے جن کے اندر یہ ذہنیت پائی جاتی تھی۔ چنانچہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے معلوم ہوا کہ بعض صحابیوں نے عهد کیا ہے کہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھیں گے، راتوں کو بستر پر نہ سوکیں گے بلکہ جاگ جاگ کر عبادت کرتے رہیں گے، گوشت اور پچنانی استعمال نہ کریں گے، عورتوں سے واسطے

لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِلِينَ ﴿٦﴾ وَكُلُوا مِنَارَزَفَلُمُ اللَّهُ حَلَّا طَيِّبًا صَوْمَالِ  
وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿٧﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ  
بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلِكُنْ يَوْمًا خَذُ كُمْ بِمَا عَقَدْتُمُ الْأَيْمَانَ  
فَكَفَّارَتُهُ أطْعَامُ عَشَرَةِ مَسِكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ  
أَهْلِيْكُمْ أَوْ كَسْوَتِهِمْ أَوْ تَحْرِيرِ رَقَبَةٍ فِيمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ

[١٠٥] اللہ کو زیادتی کرنے والے سخت ناپسند ہیں۔ جو کچھ حلال و طیب رزق اللہ نے تم کو دیا ہے اسے کھاؤ پیاوے اس خدا کی نافرمانی سے بچے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔ تم لوگ جو بھل فتمیں کھایتے ہو ان پر اللہ گرفت نہیں کرتا، مگر جو فتمیں تم جان بوجھ کر کھاتے ہو ان پر وہ ضرور تم سے مواخذہ کرے گا۔ (ایسی قسم توڑنے کا) کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو وہ اوسط درجہ کا کھانا کھلاؤ جو تم اپنے بال بچوں کو کھلاتے ہو، یا انھیں کپڑے پہناؤ، یا ایک غلام آزاد کرو، اور جواس کی استطاعت سے تجاوز نہ کرو،

نہ کھیں گے۔ اس پر آپ نے ایک خطبہ دیا اور اس میں فرمایا کہ ”مجھے ایسی باتوں کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ تمہارے نفس کے بھی تم پر حقوق ہیں۔ روزہ بھی رکھو اور کھاؤ پیو بھی۔ راتوں کو قیام بھی کرو اور سوو بھی۔ مجھے دیکھو، میں سوتا بھی ہوں اور قیام بھی کرتا ہوں۔ روزے رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا۔ گوشت بھی کھاتا ہوں اور بھی بھی۔ پس جو میرے طریقے کو پسند نہیں کرتا وہ مجھے سے نہیں ہے۔“ پھر فرمایا یہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ انہوں نے غور توں کو اور اچھے کھانے کو اور خوشبو اور نیز اور دنیا کی لذتوں کو اپنے اور ہرام کر لیا ہے؟ میں نے تو تمہیں یہ تعلیم نہیں دی ہے کہ تم راہب اور پادری بن جاؤ۔ میرے دین میں نہ غور توں اور گوشت سے اختناہ ہے اور نہ گوشه گیری و غزلت نہیں ہے۔ ضبط نفس کے لیے میرے ہاں روزہ ہے، رہبانیت کے سارے فائدے یہاں جہاد سے حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ کی بندگی کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، حج اور عمرہ کرو، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو۔ تم سے پہلے جو لوگ بلاک ہوئے وہ اس لیے بلاک ہوئے کہ انہوں نے اپنے اوپر تختی کی، اور جب انہوں نے خود اپنے اوپر تختی کی تو اللہ نے بھی ان پر تختی کی۔ یہ اینی کے بقايا ہیں جو تم کو صومعوں اور خانقاہوں میں نظر آتے ہیں۔“ اسی سلسلہ میں بعض روایات سے یہاں تک معلوم ہوتا ہے کہ ایک صحابی کے متعلق نبی ﷺ نے سنا کہ وہ ایک مدت سے اپنی بیوی کے پاس نہیں گئے ہیں اور شب و روز عبادت میں مشغول رہتے ہیں تو آپ نے بلا کران کو حکم دیا کہ ابھی اپنی بیوی کے پاس جاؤ۔ انہوں نے کہا میں روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا روزہ توڑہ دو اور جاؤ۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک خاتون نے شکایت پیش کی کہ میرے شوہر دن بھر روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر عبادت کرتے ہیں اور مجھ سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ حضرت عمرؓ نے مشورہ تابعی بزرگ، کعب بن سورا لاذدی کو ان کے مقصد کی سعادت کے لیے مقرر کیا، اور انہوں نے فیصلہ دیا کہ اس خاتون کے شوہر کو تین راتوں کے لیے اختیار ہے کہ بتتشی چاہیں عبادت کریں مگر چوتھی رات لازماً ان کی بیوی کا حق ہے۔

[١٠٥] ”حد سے تجاوز کرنا“، وسیع مفہوم کا حامل ہے۔ حلال کو حرام کرنا اور خدا کی ٹھیکانی ہوئی پاک چیزوں سے اس طرح پر بیز کرنا کہ گویا وہ ناپاک ہیں، یہ بجائے خود ایک زیادتی ہے۔ پھر پاک چیزوں کے استعمال میں اسراف اور افراط بھی زیادتی ہے۔ پھر حلال کی سرحد سے باہر قدم نکال کر حرام کے حدود میں داخل ہونا بھی زیادتی ہے۔ اللہ کو یہ تینوں باتیں ناپسند ہیں۔

ثَلَاثَةٌ أَيْتَاهُ مِنْ ذَلِكَ كُفَّارٌ أَيْمَانُكُمْ إِذَا حَلَقْتُمْ وَاحْفَظُوهُمْ  
أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَيْتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشَكَّرُونَ ⑦  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أَمْتُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ  
رِجْسٌ قِنْ عَمَلِ الشَّيْطَنِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ⑨ إِنَّمَا يُرِيدُ  
الشَّيْطَنُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبُغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ

نہ رکھتا ہو وہ تین دن کے روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ تم قسم کھا کر توڑ دو۔ [۱۰۶] اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔ [۱۰۷] اس طرح اللہ اپنے احکام تمہارے لیے واضح کرتا ہے شاید کہ تم شکردا کرو۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، یہ شراب اور جو اور یہ آستانے اور پانے، [۱۰۸] یہ سب گندے شیطانی کام ہیں، ان سے پرہیز کرو، امید ہے کہ تمہیں فلاج نصیب [۱۰۹] ہوگی۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے

[۱۰۶] چونکہ بعض لوگوں نے حال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لیئے کہ قسم کھا کر کی تھی اس لیے الشعائی نے اسی سلسلہ میں قسم کا حکم بھی بیان فرمادیا کہ اگر کسی شخص کی زبان سے بلا ارادہ قسم کا الفاظ انکلی گیا ہے تو اس کی پابندی کرنے کی ویسے ہی ضرورت نہیں، کیونکہ اسی قسم پر کوئی مواخذہ نہیں ہے، اور اگر جان بوجھ کر کسی نے قسم کھائی ہے تو وہ اسے توڑ دے اور کفارہ ادا کر دے، کیونکہ جس نے کسی معصیت کی قسم کھائی ہو اسے اپنی قسم پر قائم نہ ہنا چاہیے۔ (ملاحظہ ہو سورہ بقرہ، حاشیہ ۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵) نیز کفارہ کی تشریع کے لیے ملاحظہ ہو سورہ نساء، حاشیہ (۱۲۵)

[۱۰۷] قسم کی حفاظت کے کئی مفہوم ہیں: ایک یہ کہ قسم کو صحیح مصرف میں استعمال کیا جائے، بضول با توں اور معصیت کے کاموں میں استعمال نہ کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ جب کسی بات پر آدمی قسم کھائے تو اسے یاد رکھے، ایسا نہ ہو کہ اپنی غفلت کی وجہ سے وہ اسے بھول جائے اور پھر اس کی خلاف ورزی کرے۔ تیسرا یہ کہ جب کسی صحیح معاملہ میں بالا رادہ قسم کھائی جائے تو اسے پورا کیا جائے، اور اگر اس کی خلاف ورزی ہو جائے تو اس کا کفارہ ادا کیا جائے۔

[۱۰۸] آستانوں اور پانوں کی تشریع کے لیے ملاحظہ ہو سورہ مائدہ، حاشیہ ۱۲ و ۱۳۔ اسی سلسلہ میں جوئے کی تشریع بھی حاشیہ نمبر ۱۲ میں مل جائے گی۔ اگرچہ پانے (ازلام) اپنی نویعت کے اعتبار سے میسر (جوئے) ہی کی ایک قسم ہیں۔ لیکن ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ عربی زبان میں اسلام فال گیری اور قرم انمازی کی اس صورت کو کہتے ہیں جو مشرکانہ عقائد اور وہیمات سے آ لودہ ہو۔ اور میسر کا اطلاق ان کھلیوں اور ان کاموں پر ہوتا ہے جن میں اتفاقی امور کو کہتی اور قسمت آ رہی اور تقسیم اموال و اشیاء کا ذریعہ بنایا جاتا ہے۔

[۱۰۹] اس آیت میں چار چیزوں قطعی طور پر حرام کی گئی ہیں۔ ایک شراب۔ دوسرے قمار بازی۔ تیسرا وہ مقامات جو خدا کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کرنے یا خدا کے سوا کسی اور کے نام پر قربانی اور نذر و نیاز چڑھانے کے لیے مخصوص کیے گئے ہوں۔ چوتھے پانے۔ مؤخر الذکر تینوں چیزوں کی ضروری تشریع پہلے کی جا چکی ہے۔ شراب کے مقابلہ حکام کی تفصیل حسب ذیل ہے: شراب کی حرمت کے سلسلہ میں اس سے پہلے دو حکم آچکے تھے، جو سورہ بقرہ، آیت ۲۱۹ اور سورہ نساء، آیت ۳۳ میں اگر رچکے

ہیں۔ اب اس آخری حکم کے آنے سے پہلے نبی ﷺ نے ایک خطبہ میں لوگوں کو منزہ فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ کو شراب بخت ناپسند ہے، بعد یہ نہیں کہ اس کی قطعی حرمت کا حکم آجائے، لہذا جن جن لوگوں کے پاس شراب موجود ہو وہ اسے فروخت کر دیں۔ اس کے کچھ مدت بعد یہ آیت نازل ہوئی اور آپ نے اعلان کرایا کہ اب جن کے پاس شراب ہے وہ نہ اسے پی سکتے ہیں، نہ بخستے ہیں، بلکہ وہ اسے ضائع کر دیں۔ چنانچہ اسی وقت مدینہ کی گلیوں میں شراب بہادری گئی۔ بعض لوگوں نے پوچھا ہم یہودیوں کو تھفتاً کیوں نہ دے دیں؟ آپ نے فرمایا ”جس نے یہ چیز حرام کی ہے اس نے اسے تحفتناً دینے سے بھی منع کر دیا ہے۔“ بعض لوگوں نے پوچھا ہم شراب کو سر کے میں کیوں نہ تمدیل کر دیں؟ آپ نے اس سے بھی منع فرمایا اور حکم دیا کہ ”نہیں، اسے بہادر۔“ ایک صاحب نے باصرار دریافت کیا کہ دوا کے طور پر استعمال کی تو اجازت ہے؟ فرمایا ”نہیں، وہ دو نہیں ہے بلکہ بیماری ہے۔“ ایک اور صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک ایسے علاقے کے رہنے والے ہیں جو نہایت سرد ہے، اور نہیں مخت بھی بہت کرنی پڑتی ہے۔ ہم لوگ شراب سے تکان اور سردی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ آپ نے پوچھا جو چیز تم پیتے ہو وہ نہ کرتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا تو اس سے پر ہیز کرو۔ انہوں نے عرض کیا مگر ہمارے علاقے کے لوگ تو نہیں مانیں گے۔ تو آپ نے فرمایا ”اگر وہ نہ مانیں تو ان سے جنگ کرو۔“

ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا لعن اللہ الخمر وشاربہاوساقیہا وبانعها ومتبايعها وعاصرها ومعتصرها وحاملها والمحمولة الیہ۔ اللہ تعالیٰ نے لغعت فرمائی ہے شراب پر اور اس کے پینے والے پر اور پیانے والے پر اور بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر اور کشید کرنے والے پر اور کشید کرانے والے پر اور ڈھونڈ کر لے جانے والے پر اور اس شخص پر جس کے لیے وہ ڈھوکر لے جائی گئی ہو۔“

ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے اس دسترخوان پر کھانا کھانے سے منع فرمایا جس پر شراب پی جاتی ہی۔ ابتداءً آپ نے ان برتوں تک کے استعمال کو منع فرمادیا تھا جن میں شراب بنائی اور پی جاتی تھی۔ بعد میں جب شراب کی حرمت کا حکم پوری طرح نافذ ہو گیا تب آپ نے برتوں پر سے یہ قید انحصاری۔

خمر کا لفظ عرب میں انگوری شراب کے لیے استعمال ہوتا تھا، اور جمازاً گیہوں، جو، کشمکش، بکھور اور شہد کی شرابوں کے لیے بھی یہ لفظ بولتے تھے، مگر نبی ﷺ نے حرمت کے اس حکم کو تمام ان چیزوں پر عام فراز دیا جو نہ پیدا کرنے والی ہیں۔ چنانچہ حدیث میں حضورؐ کے یہ واضح ارشادات نہیں ملتے ہیں کہ کل مسکر خمر و کل مسکر حرام ”ہر شاً آور چیز خرہے اور ہر شاً آور چیز حرام ہے۔“ کل شراب اسکر فھو حرام۔ ”ہر ده شرب جو نہ پیدا کرے حرام ہے۔“ وانا انھی عن کل مسکر۔ ”اور میں ہر شاً آور چیز سے منع کرتا ہوں۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمع کے خطبے میں شراب کی یہ تعریف بیان کی تھی کہ الخمر ماخامر العقل۔ ”خمر سے مراد ہر وہ چیز ہے جو عقل کو دھاک لے۔“

نیز نبی ﷺ نے یہ اصول بھی بیان فرمایا کہ ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام۔ ”جس چیز کی کثیر مقدار نہ پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔“ اور ما اسکر الفرق منه فملء الکف منه حرام۔ ”جس چیز کا ایک پورا قرابن نہ پیدا کرتا ہو اس کا ایک چلو بینا بھی حرام ہے۔“

نبی ﷺ کے زمانہ میں شراب پینے والے کے لیے کوئی خاص سزا مقرر نہ تھی۔ جو شخص اس جرم میں گرفتار ہو کر آتا تھا اسے جو تے، لات، سکے، بل دی ہوئی چادروں کے سوٹے اور بکھور کے سٹٹے مارے جاتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ ۲۰۰ ضربیں آپ کے زمانہ میں اس جرم پر لگائی گئی ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ کے زمانے میں ۲۰ کوڑے مارے جاتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں بھی ابتداءً ۲۰ کوڑوں ہی

وَيَصِّدُّكُمْ عَنِ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهُلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ۝  
 وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا إِنَّ اللَّهَ لَوْلَيْمَ فَاعْلَمُوا  
 أَنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلْغُ الْمُبِينُ ۝ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا  
 الصِّلَاحَتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعَمُوا إِذَا مَا اتَّقُوا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصِّلَاحَتِ  
 ثُمَّ اتَّقُوا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقُوا وَآخْسِنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ نَاهِيَّهُمَا  
 الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيَلُوَّنَّكُمُ اللَّهُ يُشَرِّعُ مِنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيهِيْكُمْ  
 وَرِمَامًا حُكْمُ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَخَافُهُ إِنَّ الْغَيْبَ ۝ فَمَنْ أَعْتَدَى بَعْدَ

۱۴

اور تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے روک دے۔ پھر کیا تم ان چیزوں سے باز رہو گے؟ اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو اور باز آ جاؤ، لیکن اگر تم نے حکم عدوی کی تو جان لو کہ ہمارے رسول پر بس صاف حکم پہنچا دینے کی ذمہ داری تھی۔

جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کرنے لگے انہوں نے پہلے جو کچھ کھایا پتا تھا اس پر کوئی گرفت نہ ہو گی بشرطیکہ وہ آئندہ ان چیزوں سے بچے رہیں جو حرام کی گئی ہیں اور ایمان پر ثابت قدم رہیں اور اچھے کام کریں، پھر جس جس چیز سے روکا جائے اس سے رکیں اور جو فرمان الٰہی ہو اسے مانیں، پھر خدا ترسی کے ساتھ نیک رو یہ رکھیں۔ اللہ نیک کردار لوگوں کو پسند کرتا ہے ۱۴

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ تمہیں اس شکار کے ذریعہ سے سخت آزمائش میں ڈالے گا جو بالکل تمہارے ہاتھوں اور نیزوں کی زد میں ہو گا، یہ دیکھنے کے لیے کہ تم میں سے کون اس سے غائبانہ ڈرتا ہے، پھر جس نے اس تنبیہ کے بعد اللہ کی مقرر کی ہوئی حد سے تجاوز کیا

کی سزا رہی۔ پھر جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ اس جرم سے بازنیں آتے تو انہوں نے صحابہ کرام کے مشورے سے ۸۰ کوڑے سزا مقرر کی۔ اسی سزا کو امام مالکؓ اور امام ابو حنیفؓ اور ایک روایت کے موجب امام شافعیؓ بھی، شراب کی حد قرار دیتے ہیں۔ مگر امام احمد ابن حنبلؓ اور ایک دوسری روایت کے مطابق امام شافعیؓ ۲۰ کوڑوں کے قائل ہیں، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اسی کو پسند فرمایا ہے۔

شریعت کی رو سے یہ بات حکومت اسلامی کے فرائض میں داخل ہے کہ وہ شراب کی بندش کے اس حکم کو بزور و دقت نافذ کرے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بی تفیف کے ایک شخص روز بیشتر نامی کی دوکان اس بناء پر جلوادی گئی کہ وہ خفیہ طور پر شراب بیچتا تھا۔ ایک دوسرے موقع پر ایک پورا گاؤں حضرت عمرؓ کے حکم سے اس قصور پر جلاڈ الالگی کہ وہاں خفیہ طریقے سے شراب کی کشیدا اور فروخت کا کاروبار ہو رہا تھا۔

ذلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ يَا يَاهَا الَّذِينَ أَمْنَوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُوفٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءُهُ مُثْلٌ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعْمَ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَاعْدِلٍ مِنْكُمْ هُدْيَا بِلِغِ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَارَةً طَعَامٌ مَسِكِينٌ أَوْ عَدْلٌ ذلِكَ صِيَامًا مَلِيدٌ وَقَ وَبَالْأَمْرِهِ عَقَالِهِ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انتقامَرَةٍ أَحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَكُمْ وَلِلسَّيَارَةِ وَ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْهُ حَرَمًا وَ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيمَةً

اس کے لیے دروناک سزا ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، احرام کی حالت میں شکار نہ مارو،<sup>[۱۰]</sup> اور اگر تم میں سے کوئی جان بوجھ کرایا کر گزرے تو جانور اس نے مارا ہوا سی کے ہم پلے ایک جانور سے مویشیوں میں سے نزدیکا ہو گا جس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل آدمی کریں گے، اور یہ نذر ان کعبہ پہنچایا جائے گا، یا نہیں تو اس گناہ کے کفارہ میں چند مسکینوں کو کھانا کھانا ہو گا، یا اس کے بعد روزے رکھنے ہوں گے، تاکہ وہ اپنے کی کمزہ چکھے۔ پہلے جو کچھ ہو چکا اسے اللہ نے معاف کر دیا، لیکن اب اگر کسی نے اس حرکت کا اعادہ کیا تو اس سے اللہ بدله لے گا، اللہ سب پر غالب ہے اور بدله لینے کی طاقت رکھتا ہے۔ تمہارے لیے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا،<sup>[۱۱]</sup> جہاں تم تھیر وہاں بھی اسے کھا سکتے ہو اور قافلے کے لیے زادراہ بھی بناسکتے ہو۔ البتہ خشکی کا شکار، جب تک تم احرام کی حالت میں ہو، تم پر حرام کیا گیا ہے۔ پس جو اس خدا کی نافرمانی سے جس کی پیشی میں تم سب کو گھیر کر حاضر کیا جائے گا۔ اللہ نے مکان محترم، کعبہ کو لوگوں کے لیے (اجتماعی زندگی کے) قیام کا ذریعہ بنا�ا

[۱۰] شکار خواہ آدمی خود کرے، یا کسی دوسرے کو شکار میں کسی طور پر مددوے، دونوں باقیں حالت احرام میں منع ہیں۔ نیز اگر حرم کی خاطر شکار مارا گیا ہوتے بھی اس کا کھانا حرم کے لیے جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر کسی شخص نے اپنے لیے خود شکار کیا ہو اور پھر وہ اس میں سے حرم کو بھی تحفظ کچھ دی دے تو اس کے کھانے میں کچھ مضا تقسیمیں۔ اس حرم عام سے موزی جانور مستحب ہیں۔ سانپ، پکھو، باول اکتا اور ایسے دوسرے جانور جو انسان کو فقصان پہنچانے والے ہیں، حالت احرام میں مارے جاسکتے ہیں۔

[۱۱] ان امور کا فیصلہ بھی دو عادل آدمی ہی کریں گے کہ کس جانور کے مارنے پر آدمی کتنے مسکینوں کو کھانا کھائے، یا کتنے روزے رکھے۔

[۱۲] چونکہ سمندر کے سفر میں بسا اوقات زادراہ ختم ہو جاتا ہے اور غذا کی فراہمی کے لیے بھروسے کے کتابی جانوروں کا شکار کیا جائے اور کوئی تدبیر ممکن نہیں ہوتی اس لیے بھری شکار حلال کر دیا گیا۔

لِّلْنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدَىٰ وَالْقَلَادِ طَذْلِكَ لِتَعْلَمُوا  
أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ  
شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ إِعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ  
رَّحِيمٌ ۝ مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلْغُ طَ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَبْدِلُونَ  
وَمَا تَكُونُونَ ۝ قُلْ لَا يَسْتَوِي الْحَسِينُ وَالظَّلِيفُ وَلَوْ

اور ماہ حرام اور قربانی کے جانوروں اور قلادوں کو بھی (اس کام میں معاون بنادیا) تاک تھیں معلوم ہو جائے کہ اللہ آسمانوں اور زمین کے سب حالات سے باخبر ہے اور اسے ہر چیز کا علم ہے۔ خبردار ہو جاؤ! اللہ نے زاد یعنی میں بھی سخت ہے اور اس کے ساتھ بہت درگزر اور حم بھی کرنے والا ہے۔ رسول پر تو صرف پیغام پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے، آگے تمہارے کھلے اور چھپے سب حالات کا جانے والا اللہ ہے۔ اے پیغمبر! ان سے کہہ دو کہ پاک اور ناپاک بہر حال یکساں نہیں ہیں

[۱۱۳] عرب میں کعبہ کی شیست مخصوص ایک مقدس عبادت گاہ ہی کی نسبت بلکہ اپنی مرکزیت اور اپنے تقدس کی وجہ سے وہی پورے ملک کی معاشی و تہذیبی زندگی کا سہارا بنا ہوا تھا۔ حج اور عمرے کے لیے سارا ملک اس کی طرف گھنچ کر آتا تھا اور اس اجتماع کی بدولت انتشار کے مارے ہوئے عربوں میں وحدت کا ایک رشتہ پیدا ہوتا، مختلف علاقوں اور قبیلوں کے لوگ باہم تمدنی روابط قائم کرتے، شاعری کے مقابلوں سے ان کی زبان اور ادب کو ترقی نصیب ہوتی، اور تجارتی لین دین سے سارے ملک کی معاشی ضروریات پوری ہوتیں۔ حرام مہینوں کی بدولت عربوں کو سال کا پورا ایک ہتھیاری زمانہ امن کا نصیب ہو جاتا تھا۔ بس بھی زمانہ ایسا تھا جس میں ان کے قافلے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بے بہولت آتے جاتے تھے۔ قربانی کے جانوروں اور قلادوں کی موجودگی سے بھی اس نقل و حرکت میں بڑی مدد اپنی تھی، کیونکہ نذر کی علامت کے طور پر جن جانوروں کی گردون میں پئے پڑے ہوتے انہیں دیکھ کر عربوں کی گرد نہیں احترام سے بھک جاتیں اور کسی غارت گر قبیلے کو ان پر ہاتھ دلانے کی جرأت نہ ہوتی۔

[۱۱۴] یعنی اگر تم اس انتظام پر غور کرو تو تمہیں خود اپنے ملک کی تہذیبی و معاشی زندگی ہی میں اس امر کی ایک بین شہادت مل جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے مصالح اور ان کی ضروریات کا کیسا مکمل اور گہرا علم رکھتا ہے اور اپنے ایک ایک حکم کے ذریعہ سے انسانی زندگی کے کتنے کتنے شعبوں کو فائدہ پہنچا دیتا ہے۔ بد منی کے یہ سینکڑوں برس جو محمد عربی کے ظہور سے پہلے گزرے ہیں، ان میں تم لوگ خود اپنے مفاد سے ناواقف تھے اور اپنے آپ کو بجا کرنے پر تھے ہوئے تھے، مگر اللہ تمہاری ضرورتوں کو جانتا تھا اور اس نے صرف ایک کعبہ کی مرکزیت قائم کر کے تمہارے لیے وہ انتظام کر دیا تھا جس کی بدولت تمہاری قومی زندگی برقرارہ کی۔ دوسری بے شمار باتوں کو چھوڑ کر اگر صرف اسی ایک بات پر دھیان کرو تو تمہیں یقین حاصل ہو جائے کہ اللہ نے جو احکام تمہیں دیے ہیں ان کی پابندی میں تمہاری اپنی بھلائی ہے اور ان میں تمہارے لیے وہ وہ مصلحتیں پوشیدہ ہیں جن کو نہ تم خوب سمجھ سکتے ہو اور نہ اپنی تمدیروں سے پورا کر سکتے ہو۔

أَعْجَبَكَ كُثْرَةُ الْخَيْثِ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا وَلِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ  
 تُفْلِحُونَ ۝ يَا إِيَّاهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْعُوا عَنْ أَشْيَاءِ إِنْ  
 تِبْدَلَ لَكُمْ تَسْوِكُمْ ۝ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبَدَّلَ  
 لَكُمْ عَفَاقَ اللَّهِ عَنْهَا ۝ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝ قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ

خواہ ناپاک کی بہتات تمہیں کتنا ہی فریقت کرنے والی ہو، [۱۱۵] پس اے لوگو جو قتل رکھتے ہو! اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہو، امید ہے کہ تمہیں فلاج نصیب ہو گی ۱۳

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، ایسی باتیں نہ پوچھا کرو جو تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں، [۱۱۶] لیکن اگر تم انھیں ایسے وقت پوچھو گے جب کہ قرآن نازل ہو رہا ہو تو وہ تم پر کھول دی جائیں گی۔ اب تک جو کچھ تم نے کیا اسے اللہ نے معاف کر دیا، وہ درگز کرنے والا اور بردبار ہے۔ تم سے پہلے ایک گروہ نے اسی قسم کے سوالات کیے تھے،

[۱۱۵] یہ آیت قدر و قیمت کا ایک دوسرا ہی معیار پیش کرتی ہے جو ظاہر ہیں انسان کے معیار سے بالکل مختلف ہے۔ ظاہر ہیں نظر میں سورو پے پر مقابلہ پائچ روپے کے لازماً زیادہ محتی میں کیونکہ وہ سوریہ پائچ۔ لیکن یہ آیت کہتی ہے کہ سورو پے اگر خدا کی نافرمانی کر کے حاصل کیے گئے ہوں تو وہ ناپاک ہیں، اور پائچ روپے اگر خدا کی فرمائی برداری کرتے ہوئے کمائے گئے ہوں تو وہ پاک ہیں، اور ناپاک خواہ مقدار میں کتنا ہی زیادہ ہو، بہر حال وہ پاک کے برابر کسی طرف نہیں ہو سکتا۔ غلط امت کے ایک ذہیر سے عطر کا ایک قطرہ زیادہ قدر رکھتا ہے اور پیشاپ کی ایک لبریز نامہ کے مقابلہ میں پاک پانی کا ایک چلوڑ زیادہ وزنی ہے۔ لہذا ایک چھے داش مند انسان کو لازماً حلال ہی پر قاعۃ کرنی چاہیے خواہ وہ ظاہر میں کتنا ہی غیر قابل ہو، اور حرام کی طرف کسی حال میں بھی با تحفہ بڑھانا چاہیے خواہ وہ ظاہر کتنا ہی کیش و شان دار ہو۔

[۱۱۶] نبی ﷺ سے بعض لوگ عجیب عجیب قسم کے فضول سوالات کیا کرتے تھے جن کی نہ دین کے کسی معاملہ میں ضرورت ہوئی تھی اور نہ دنیا ہی کے کسی معاملہ میں۔ مثلاً ایک موقع پر ایک صاحب بھرے مجع میں آپ سے پوچھ بیٹھے کہ ”میرا صلی بآپ کون ہے؟“ اسی طرح بعض لوگ احکام شرع میں غیر ضروری پوچھ پوچھ کیا کرتے تھے، اور خواہ متواہ پوچھ پوچھ کر ایسی چیزوں کا تین کرانا چاہتے تھے جنہیں شارع نے مصلحتاً غیر معین رکھا ہے۔ مثلاً قرآن میں بجلدیہ حکم دیا گیا تھا کہ حج تم پر فرض کیا جیزوں کا تین کرانا چاہتے تھے نبی ﷺ سے دریافت کیا ”کیا ہر سال فرض کیا گیا ہے؟“ آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔ انہیوں نے پھر پوچھا۔ آپ پھر خاموش ہو گئے۔ تیرسی مرتبہ پوچھتے پر آپ نے فرمایا ”تم پر فرسوں ہے۔ اگر میری زبان سے ہاں نکل جائے تو جو ہر سال فرض قرار پا جائے۔ پھر تم ہی لوگ اس کی بیروی نہ کر سکو گے اور نافرمانی کرنے لگو گے۔“ ایسے ہی لائیں اور غیر ضروری سوالات سے اس آیت میں منع کیا گیا ہے۔

نبی ﷺ خود بھی لوگوں کو کثرت سوال سے اور خواہ متواہ بہربات کی کھوچ لگانے سے منع فرماتے رہتے تھے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ ان اعظم المسلمين فی المسلمين جرم ما من سأل عن شيء لم يحرم على الناس فحرم من اجل مسائله ”مسلمانوں کے حق میں سب سے بڑا مجرم وہ شخص ہے جس نے کسی ایسی چیز کے متعلق سوال چھیڑا جو لوگوں پر حرام نہ کی گئی تھی اور پھر محض